7231 ـ كيا امام كا ايك ہونا شرط ہے، اور وہى خطيب بھى ہو ؟

سوال

ميں تقريبا سات برس سے امريكہ كى رياست لاس ويگاس ميں رہائش پذير ہوں اور ہر جمعہ ايك نيا امام ہى پڑھاتا ہے، ميرا سوال يہ ہے كہ:
جس محلہ ميں چھ ہزار بلكہ اس سے بھى زيادہ افراد رہتے ہوں كيا وہاں ہر جمعہ امام بدل بدل كر آنا مناسب ہے يا كہ مسجد كى انتظاميہ پر واجب ہے كہ وہ مستقل طور پر ايك امام مقرر كريں، اور خاص كر جب مسجد مستقل امام مقرر كرنے كى صلاحيت ركھتى ہو ؟
جب ايك امام مستقل ہو گا تو پھر آدمى كو كسى مسئلہ ميں استفسار كے ليے كہيں دور نہيں جانا پڑے گا، آپ دين اسلام كى جو خدمت كر رہے ہيں اس پر اللہ تعالى آپ كو جزائے خير عطا فرمائے.

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

1 ـ اگر مسجد والوں كے ليے كسى ايك امام كو ركھنا ممكن ہو، اور وہ ان ضخيم اور بڑى مساجد ميں سے نہيں جس كے ليے ايك سے زيادہ امام ركھنے كى ضرورت ہوتى ہے، يا پھر كوئى شخص امامت كے ليے فارغ ہو اور آپ كے پاس مالى استطاعت بھى جو اس امام كى ضروريات پورى كر سكے تا كہ وہ امامت كے فرائض سرانجام دے سكے تو مسجد كے ليے ايك امام اورخطيب مقرر كرنے ميں بہت سے فوائد ہيں:

أ ـ مستقل خطيب لوگوں كى مشكلات اور مسائل كو زيادہ بہتر طريقے سے جان سكتا ہے، تو اس طرح وہ انہيں حل بھى كرسكے گا، اور پھر وہ محلے والوں كے ليے ايك قائد اور مرجع كى حيثيت اختيار كرسكتا ہے، اور جب لوگوں كا علم ہو گا كہ اگلے جمعہ يہى خطيب آئے گا تو وہ اپنى مشكلات اس كے سامنے ركھ سكيں گے، كيونكہ يہ ان كے ليے تحريض كا باعث ہے.

ب ـ فوائد ميں يہ بھى شامل ہے كہ: لوگ خطيب سے وہ مفيد اشياء اور مسائل بھى سن سكيں گے جو سلسلہ وار خطبوں كى شكل ميں ہوں، مثلا سورۃ الفاتحہ كى تفسير، يا پھر قيامت كى نشانياں، يا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے غزوات، اور جنگيں، يا پھر نماز كى ادائيگى كا طريقہ، كيونكہ موضوع كا يہ سلسلہ غالبا ايك خطيب بھى چلا سكتا ہے، كئى ايك خطيب نہيں.

ت ـ فوائد ميں يہ بھى شامل ہے كہ: ہر ہفتہ لوگ ايك نيا مضمون سن سكتے ہيں، كيونكہ ايك مستقل خطيب بار بار اسى

موضوع پرخطبہ نہیں دیتا، تا کہ لوگ اس موضوع سے اکتاہٹ نہ محسوس کریں، بلکہ وہ ہر جمعہ کوئی نیا موضوع اختیار کرتا ہے، لیکن مختلف خطیبوں سے ایسا نہیں ہوتا ہو سکتا لوگوں کو کئی ایک مشابہ اور تکرار کے ساتھ مضامین سننا پڑیں، جو ان کے وقت کے ضیاع کا سبب بنتا ہے، جس سے زیادہ استفادہ ممکن تھا.

ث ۔ اور خطیب ہی امام بھی ہو تو یہ بہتر اور افضل ہے، کیونکہ اس کے پاس نمازیوں کے معاملات اور مشکلات اکٹھے ہوسکتے جنہیں اس کے لیے حل کرنا آسان ہو گا، اور ہو سکتا ہے دوران ہفتہ محلہ والوں کو کوئی حادثہ پیش آ جائے جس کے متعلق اسے بات کرنا پڑے یا پھر خطبہ جمعہ ہی اس موضوع کے متعلق پڑھانا ہو.

ج ۔ ان فوائد میں یہ بھی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے طریقہ کی موافقت ہوتی ہے، کیونکہ مستقل خطیب اور امام وہی تھے.

2 ۔ ایک چیز کی طرف تنبیہ ضروری ہے جس کا اہتمام بھی بہت زیادہ کرنا چاہیے کہ امام کا عقیدہ کتاب و سنت کے مطابق ہونا چاہیے، یعنی اہل حدیث اور سلفی ہو جنہیں اہل سنت والجماعت کا لقب دیا جاتا ہے، وہی امام تمہیں دینی فائدہ دے سکتا ہے، اس کے علاوہ باقی بدعتی لوگ آپ کے لیے نقصان دہ ہیں، اور آپ کو گمراہ کر دینگے.

3 ۔ صحیح العقیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ صاحب علم بھی ہو تا کہ آپ اس سے کچھ حاصل کر سکیں، اور نفع مند دروس کا حصول ہو.

4 ۔ اس میں کوئی مانع نہیں کہ آپ لوگ صاحب علم لوگوں کی ایک کمیٹی بنائیں جو امام کو اختیار کرے، کیونکہ جب لوگوں کا میزان مہربانی اور عاطفت ہو تو پھر وہ نفع اور نقصان دہ چیز میں امتیاز نہیں کر سکتے.

5 ۔ یہ اور اس کے ساتھ یہ لازم نہیں کہ ایک شخص امامت اور خطابت دونوں میں ماہر اور موافقت رکھتا ہو، بہت سے مشہور و معروف قاری ہیں لیکن وہ شرعی احکام سے جاہل ہیں انہیں ان کا علم نہیں ہوتا، اور بہت سے خطیب ہیں، ان کی خطابت تو بہت اچھی ہے، لیکن انہیں سجدہ سہو کے احکام کا ہی اچھی طرح علم نہیں، اور بہت سے طالب علم ہیں جو خطابت اور لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر بول نہیں سکتے.

لہذا اگر ضرورت ہو کہ امام ایک شخص ہو، اور خطابت کے لیے کوئی دوسرا شخص رکھا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اسی طرح اگر مسلمان کیمونٹی کے حالات اس کی اجازت نہ دیتے ہوں کہ تعلیم اور کام کاج کی بنا پر ایک شخص ہی امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام نہ دے سکے تو اس میں کوئی مانع اور حرج نہیں کہ کچھ لوگ مل کر امامت اور خطابت کے منصب کو سنبھالیں، اور ایک شیڈول بنا کر اس کے مطابق ذمہ داریاں تقسیم کر لیں، تاکہ مسجد کے امور میں جو خلل پیدا ہو اسے پورا کیا جاسکے.

اللہ تعالی ہمیں اور آپ کو خیروبھلائی کے کام کرنے کی توفیق سے نوازے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ

علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

واللہ اعلم .